عثمان پبلک اسکول سسٹم

USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM

UPSS

Shaping the leaders of Ummah

معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

ماہنامہ

تربیہ

TARBIYAH

فروری ۲۰۲۶

UPSS
USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM
Shaping the leaders of Ummah

معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

تربیہ TARBIYAH

فروری 2026 شعبان، رمضان 1447ھ

Monthly e-magazine for lifelong learning & holistic development

- فہم القرآن
- فہم الحدیث
- سیرتِ نبویؐ
- تعلیم و تربیت
- شخصیت
- انٹرویوز
- تعمیرِ شخصیت
- کیریئر کونسلنگ
- طب و صحت
- اقبالیات
- گوشۂ عثمانین
- اقدار
- رہنمائے والدین
- سائنس و ٹیکنالوجی
- تعارفِ کتاب
- تاریخ

شرم و حیا.... انسانیت کا لباس

ایک لومڑی گڑھے میں پھنسی تھی، بار بار چھلانگیں لگانے کے باوجود نکل نہیں پار ہی تھی۔ ایک گدھے نے گڑھے میں دیکھا تو لومڑی نے فوراً گڑھے کی دیواروں کو سونگھ کر آنکھیں اس طرح بند کیں جیسے بہت لذت و سرور آرہا ہو۔ گدھے نے پوچھا تو لومڑی نے گڑھے کے قصیدے پڑھنے شروع کر دیئے کہ گو یا یہ گڑھا بہت بہترین ہو اور اسے اس میں بہت مزہ آرہا ہو۔ گدھے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، چھلانگ لگا دی۔ لومڑی نے گدھے کی کمر پر اپنے پاؤں ٹکائے اور چھلانگ لگا کر گڑھے سے باہر آ گئی۔

مغربی تہذیب کی چکا چوند سے متاثر لوگ ہمیں بھی اس لومڑی کی طرح گڑھے میں گرانے کے لیے اس گڑھے کے قصیدے پڑھ رہے ہیں اس کے لیے سارے وسائل استعمال کیے جا رہے ہیں خصوصاً میڈیا جو موبائل کی صورت میں ہر ہاتھ میں ہے۔ کیا دیکھ رہے ہیں، کیا سن رہے ہیں، کیا سیکھ رہے ہیں اور کیا پوسٹ کر رہے ہیں؟؟؟ گناہ جاریہ یا صدقہ جاریہ؟؟؟

بے حیائی شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے اسی لیے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ: ''جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' (سورہ النور 19)۔

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے ادیان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''ہر دین کی ایک پہچان ہوتی ہے، اور ہمارے دین کی جداگانہ پہچان ''شرم و حیا'' ہے۔''

ایک بار محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا کی غیر موجودگی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

''جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کر تا رہ۔''

آج ہم خود اعتمادی اور دلیری کے نام پر حیا کے تقاضوں کو پامال کر رہے ہیں۔ جہاں حیا پامال ہو رہی ہو وہاں ایمان جا رہا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش کلام تھے، نہ بیہودہ گوئی کرتے تھے اور نہ ہی بازاروں میں شور کیا کرتے تھے، برائی کا بدلہ کبھی برائی سے نہ دیتے تھے، بلکہ معاف فرما دیتے تھے۔''

تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں ہمیں بھی نظر کی حفاظت، زبان کی حفاظت اطوار کی حفاظت یہاں تک کہ خیالات کی بھی حفاظت کرنا ہے تاکہ ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آسکے۔

نزہت منعم پرنسپل کیمپس ۳

القرآن

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ

رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور رہنمائی ہے اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے، سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اس کے روزے رکھے۔

(سورہ البقرہ۔ 185)

الحدیث

حدیث نبوی ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ (آگ سے) بچنے کے لیے ڈھال ہے''۔

(صحیح بخاری)

اپنا جائزہ:

- کیا ہم اس رمضان میں اپنی ڈھال کو مضبوط بنائیں گے؟ ہاں نہیں
- کیا ہر اس کام سے بچیں گے جو اس ڈھال کو کمزور کرنے والے ہوں؟ ہاں نہیں
- کیا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام کریں گے؟ ہاں نہیں

سچائی، کردار کی بنیاد۔۔۔سچ بولنا، ایمان کا پہلا زینہ

الحمدللہ ہم سب مسلمان ہیں اور ایک مسلمان کی زندگی میں سچائی کی اہمیت دین کا اہم حصہ ہے بلکہ اگر ہم یہ کہیں کہ سچ بولنا ایمان کی پہلی سیڑھی ہے تو زیادہ آسانی سے ہم اس کی اہمیت کو سمجھ پائیں گے۔ جو انسان سچ بولتا ہے وہ نیکی، امانت داری اور پختہ ایمان کی طرف پہلا قدم رکھتا ہے سچائی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قران پاک میں ارشاد فرمایا:

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو" (سورہ التوبہ 119)

اس آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سچ بولنا ایمان والوں کی پہچان ہے۔ سچائی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے" (صحیح بخاری، مسلم)

اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی سب سے اہم صفت یہ بتائی ہے کہ ایک مومن ہمیشہ سچ بولتا ہے اور جھوٹ سے گریز کرتا ہے۔ مسلمان کی اہم صفت یہ ہے کہ وہ دھوکہ نہیں دیتا ہے خیانت نہیں کرتا ہے اور کسی سے وعدہ خلافی بھی نہیں کرتا ہے یہ تمام کام اسی وقت ممکن ہو سکتے ہیں جب انسان جھوٹ کا سہارا لینا چھوڑ دے۔

سچائی کے بارے میں ایک مشہور کہاوت ہے کہ

"ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں"

یہ بات بالکل درست ہے جب انسان وقتی سکون اور آسانی کے لیے جھوٹ بولتا ہے تو وہ جھوٹ کے دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے جہاں سے واپس نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا سچ کا راستہ کتنا ہی مشکل اور صبر آزما ہو لیکن ہمیں سچ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ سچ بول کر ہی ہم اپنے ضمیر اور ایمان کو زندہ رکھ سکتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ہم حق و سچ کے راستے پر چل کر ہی دنیا و آخرت کی کامیابی اور رضائے الٰہی حاصل کر سکتے ہیں۔

سچائی ایمان کی روشنی ہے اور جھوٹ اندھیرا ہے۔ آئیے ہم عہد کریں ہم ایک سچے مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیشہ سچ بولیں گے اور اپنی آنے والی نسلوں کو بھی سچائی کے راستے پر گامزن کریں گے ان شاءاللہ!

مس ثمینہ اسرار کیمپس 16

کیا ہمارے بچے کھیلتے ہیں؟

کھیل ہمارے بچوں کے لیے بہت اہم ہے

لیکن کیا ہمارے بچوں کا بچپن کھیل پر مبنی ہے؟

کیا ہمارے بچے ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنے کے لیے جمع ہوتے ہیں؟

کیا ہم نے غور کیا کہ برف پانی اور چھپن چھپائی کھیلنے والے کس طرح پیچیدہ کھیلوں کے لیے تیار ہو جاتے ہیں؟

ہم غور کریں تو بآسانی محسوس کرلیں گے کہ۔۔۔

کھیل میں بچے ملتے جلتے ہیں، لڑتے ہیں اور خود ہی صلح کرتے ہیں۔۔۔

کھیل کے اصول بھی خود ہی طے کرتے ہیں۔۔۔

غصہ، شرمندگی، ہنسی خوشی اور اس جیسے تمام احساسات سے دوچار ہوتے ہیں۔۔۔

کھیل خود انحصاری سکھاتا ہے۔۔

کھیل ٹیم بلڈنگ اور مشترکہ فیصلہ سازی سکھاتا ہے۔۔

کھیل شکست اور مطلوبہ نتیجہ حاصل نہ کرپانے کو تسلیم کرنا سکھاتا ہے۔۔۔

کھیل اپنی بات منوانے کی خواہش کو دبانا سکھاتا ہے۔۔

کھیل طویل مدتی تعاون اور تعلق بنانا سکھاتا ہے۔۔

کھیل کے ذریعے بچے چوٹ اور ضرب سے اپنے آپ کو بچانا سیکھتے ہیں۔

اپنے جذبات کو سنبھالنے اور دوسروں کے جذبات کو سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں۔

تنازعات کو حل کرنے کی صلاحیت بڑھتی ہے۔

پھر کیا ایسا تو نہیں کہ ہم خود ہی اپنے بچوں کے لیے خطرات پیدا کررہے ہیں؟

بچوں کی زندگی کو آرام دہ بنانے کی خواہش کی وجہ سے۔۔

مسائل اور مشکلات سے ان کو محفوظ رکھنے کی خواہش کی وجہ سے۔۔

چیلنجز سے ان کے تحفظ کی خواہش کی وجہ سے۔۔

کیا ہم نے سوچا کہ ہمارے بچوں کا کھیل پر مبنی بچپن فون پر مبنی بچپن میں تو تبدیل نہیں ہو گیا؟

کیا ہمارا پیرنٹنگ کا انداز بہت زیادہ "حفاظتی" تو نہیں ہو گیا؟

کیا ہم خطرات سے بچوں کو بتاتے ہوئے ان کو یہ تو نہیں سکھا رہے کہ یہ دنیا بہت خطرناک ہے؟

ہم اپنے بچپن میں پہلی بار کسی نگرانی کے بغیر کب دکان یا کھیل کے میدان میں گئے تھے؟ اور ہمارے بچے نے پہلی بار یہ کام کس عمر میں کیا؟

پھر حقیقی دنیا میں بچوں کے تحفظ کی بہت فکر کرنے والے ہم بچوں کو موبائل کے حوالے کرتے ہوئے ان کے تحفظ کی ذمہ داری سے لاتعلق کیوں ہو جاتے ہیں؟

ہم جانتے ہیں کہ

کھیل کے ذریعے انسانوں سے حقیقی رابطہ قائم ہوتا ہے۔

جذباتی استحکام آتا ہے۔

سماجی نمو ہوتی ہے۔

اور یہ نہ ہو تو ہمارا بچہ تنہائی کا شکار ہو جائے گا۔

اور پھر کبھی ڈپریشن یا انگزائٹی میں مبتلا ہو جائے گا۔

(اس تحریر کے لیے نکات کتاب "مضطرب نسل" پبلشر اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی سے لیے گئے ہیں۔ یہ جوناتھن ہیڈ کی انگریزی کتاب کا تلخیص و ترجمہ ہے)

امتحانات کی تیاری اور حکمت عملی

امتحانات طلبہ کی زندگی کا اہم حصہ ہیں، جن پر ان کی زندگی کے فیصلوں اور انکے مستقبل کا انحصار ہوتا ہے۔ یہ بہرحال ان کے لیے ایک مشکل مرحلہ ہوتا ہے جس کے لیے نہ صرف اساتذہ بلکہ ان کے والدین کو بھی بھرپور معاونت کرنی چاہیے۔

اس سلسلے میں کچھ ایسے اصول اپنائے جاسکتے ہیں جس کی مدد سے طلبہ نہ صرف اسکول کے امتحانات بلکہ زندگی کے تمام امتحانات میں کامیابیاں حاصل کرسکتے ہیں۔ ذیل میں چند اہم حکمت عملیاں بیان کی جارہی ہیں جس سے والدین اپنے بچوں کی پڑھائی میں بہتر معاونت کرسکتے ہیں اور بغیر گھبرائے اپنے بچوں کو ہر قسم کے امتحانات کے لیے تیار کرسکتے ہیں۔

1۔ نظام الاوقات مرتب کرنا

جس طرح اسکول میں ایک ٹائم ٹیبل دیا جاتا ہے اسی طرح گھر میں بھی ایک منظم شیڈول بنوانا چاہیے۔ اس میں سونے جاگنے، کھانے پینے، پڑھنے اور کھیلنے کے باقاعدہ وقت مقرر ہونے چاہیے۔ خاص طور پر ان کو نمازوں کے اوقات کے ساتھ اس طرح جڑا ہونا چاہیے کہ بچپن سے ہی بچہ نماز کا عادی ہوجائے۔ اس شیڈول پر عمل کرنے کے لیے بچے کی معاونت اور نگرانی بھی ضروری ہے۔

2۔ ٹائم مینجمنٹ

جب ہر کام کا وقت مقرر ہوجائے گا تو وقت کی مؤثر پلاننگ بھی ہوجاتی ہے اور بچہ چند سالوں کی پریکٹس میں یہ سیکھ لیتا ہے کہ کون سا کام کتنا وقت لیتا ہے اور کس طرح ہر سرگرمی کو وقت دینا ہے کہ کام بھی مکمل ہوجائے اور تفریح بھی۔ امتحانات کے دوران یہ پریکٹس بہت فائدہ مند رہتی ہے۔

3۔ پڑھائی کے لیے جگہ مختص کرنا

پڑھائی کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے لیے گھر میں ایک جگہ مختص کی جائے وہ کمرے کا ایک کونا بھی ہوسکتا ہے جہاں کاپیاں اور کتابیں اور اسٹیشنری کا سامان رکھنے کی جگہ ہو۔ مناسب ہوا اور روشنی کا گزر ہو تاکہ بچہ سکون محسوس کرے اور بھرپور توجہ اور اطمینان سے پڑھ سکے۔

4۔ مثبت طرزِ عمل اور حوصلہ افزائی

امتحانات کے نزدیک آتے ہی والدین اور طلبہ دونوں کی ہی جانب سے بار بار پریشانی کا اظہار ہوتا ہے۔ کچھ والدین اس وقت پہلی بار کاپیاں توجہ سے دیکھتے ہیں اور کام نامکمل ہونے کی صورت میں ناراضگی کا رویہ اختیار کرتے ہیں جو مزید مشکل کا باعث بنتا ہے۔ ایسے وقت میں پہلے مسئلے کا حل نکالنا چاہیے۔ اسکول اور جماعت کے دوسرے ساتھیوں کی مدد سے کام مکمل کرواکر اس کی تیاری کے لیے حکمت عملی ترتیب دیں۔ اور اللہ سے آسانی کی دعا کریں کہ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

5۔ترغیب دیں

والدین اور بچے خود بھی اپنے آپ کو ترغیب دیں کہ جب امتحان میں کامیابی حاصل ہو جائے گی تو کیا ہو گا؟ کس طرح سب خوش ہونگے! یہ خیال ہدف کو آسانی سے حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے اور حوصلہ پیدا کرتا ہے۔اور خوف کو دور کر کے کامیابی حاصل کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

6-سوشل میڈیا کا کم سے کم استعمال

پڑھائی کے دوران کوشش کریں کہ فون بچے کی پہنچ سے دور ہو کیونکہ یہ ایک ایسا آلہ ہے جو ایک دفعہ ہاتھ میں آجائے تو مشکل ہی ہے کہ اس کو جلدی رکھ دیا جائے۔اس طرح قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے اور اس دن کا ہدف حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

7-نوٹس بنانا/دہرائی کرنا

امتحانات کی تیاری میں سب سے اہم کام صحیح طریقے سے دہرائی کرنا ہے۔جدید ریسرچ ثابت کرتی ہے کہ وہی چیز یاد رہتی ہے جو انسان نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہو۔اس لیے سبق کے اہم نکات نہ صرف یاد کرنے چاہیے بلکہ ان کو لکھ کر دہرانا چاہیے۔ گرافک آرگنائزر یا مائنڈ میپ بھی بنائے جاسکتے ہیں۔اسی طرح اہم فارمولے یاد کرنے کے لیے کچھ نشانیاں مقرر کی جاسکتی ہیں۔اپنی چیک لسٹ بنائی جاسکتی ہے تاکہ کوئی بھی اہم سوال/سبق دہرانے سے نہ رہ جائے۔

8-مل جل کر پڑھائی کرنا

اسکولز میں اب مل جل کر پڑھائی کرنے کا تصور عام ہے۔ہارورڈ کے طلبہ اس کو بڈی سسٹم کہتے ہیں۔اس میں طلبہ مشکل تصور کو سمجھ کر اسکو اپنے ساتھیوں کی سمجھاتے ہیں اس طرح ان کی دہرائی بھی ہو جاتی ہے اور سبق کے مشکل تصوارات آسانی سے یاد ہو جاتے ہیں۔

امتحان کے دن اور راتیں

امتحانی شیڈول یعنی ڈیٹ شیٹ ملنے کے بعد آخری پرچے تک ایک عجیب اضطرابی کیفیت رہتی ہے جو بعض اوقات طبیعت کی خرابی کا باعث بن جاتی ہے۔اس دوران پیٹ کا درد، نزلہ زکام، کھانسی بخار کی شکایت عام ہو جاتی ہے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ چند باتوں کا اہتمام کرلیں:

1۔ پوری نیند لیں اور کھانے پینے میں احتیاط کریں۔آئس کریم، ٹھنڈے مشروبات، کھٹی اور کھانے پینے کی بازاری اشیا کا استعمال بند کردیں۔

2۔ محنت پوری کریں لیکن یہ سوچ لیں کہ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔دعا میں اللہ سے کہہ دیں کہ میں اپنی پوری کوشش کروں گی/گا اب آپ ہی میری مدد کریں۔

یہ دعا مانگیں:

رَبِّ إِنِّي لِمَآ أَنزَلۡتَ إِلَيَّ مِنۡ خَيۡرٖ فَقِيرٞ

"اے میرے پروردگار! میں اس بھلائی کا جو تو میری طرف اتارے، محتاج ہوں۔" (سورۃ القصص)

3۔ امتحانی اسٹیشنری کم از کم دو دن پہلے جمع کرلیں۔

4۔ ایڈمٹ کارڈ حاصل کر کے اس کو بھی بحفاظت رکھ لیں۔

5۔ بار بار دوستوں سے نہیں پوچھیں کہ کتنی تیاری کرلی؟ کیونکہ اس کا جواب آپ کو مزید پریشان کرسکتا ہے کہ ہر طالب علم

کی صلاحیت اور دلچسپی کا مضمون الگ الگ ہوتا ہے۔ یا یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی کم تیاری آپ کو اس اطمینان میں ڈال دے کہ میری تیاری تو بہت زبردست ہے اور یوں آپ اپنی تیاری مکمل نہ کریں۔

پرچے کا دن:

1۔ امتحان گاہ میں ہمیشہ کم از کم پندرہ منٹ پہلے پہنچ جانا چاہیے

2۔ اپنا تیار کردہ امتحانی بیگ گھر سے نکلتے ہوئے چیک کرنا چاہیے

3۔ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھنی چاہیے

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا

"اے میرے رب مجھے پسندیدہ طریقے سے داخل فرما اور مجھے پسندیدہ طریقے سے نکال دے اور میرے لئے اپنی طرف سے مددگار قوت بنادے۔"

(سورۃ بنی اسرائیل آیت 80)

4۔ امتحانی کاپی میں اپنے کوائف صحیح درج کر کے حاشیہ کھینچ کر رکھنا چاہیے۔

5۔ سوالنامہ ہاتھ میں آجائے تو پہلے یہ پڑھ لیں

رَبِّ يَسِّرۡ وَلَا تُعَسِّرۡ وَتَمِّمۡ بِالۡخَيۡرِ وَبِكَ نَسۡتَعِيۡنُ

"اے میرے رب (اس چیز کو) آسان فرما، اسے مشکل نہ فرمانا، اس کی تکمیل بخیر و خوبی فرما، اور ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔"

6- سوالنامہ پورا پڑھ کر بسم اللہ پڑھ کر پرچہ حل کرنا شروع کریں۔

امتحانات صرف یادداشت جانچنے کا ذریعہ نہیں ہوتے بلکہ یہ طلبہ کو قاعدے قوانین کا پابند بنا کر اس کو منظم بھی بناتے ہیں۔ اس لیے ان کو بوجھ یا تکلیف سمجھنے کے بجائے آخرت کی تیاری/جوابدہی اور اللہ سے تعلق مضبوط بنانے کا ذریعہ سمجھا جائے تو یہ زحمت کے بجائے رحمت لگنے لگیں گے۔

مس نورین تبسم پرنسپل کیمپس 15

یحییٰ سنوار کے نام خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ خط ایک ٹوٹے ہوئے دل کی پکار، ایک زنجیر امت کی آہ اور ایک بے بس قوم کی جانب سے اس عظیم مرد مجاہد کے حضور پیش کیا جارہا ہے، جو ظاہری طور پر تو اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں مگر ان کی یاد، قربانی اور افکار قیامت تک رہیں گے۔ یہ خط ایک ایسی طالبہ کی طرف سے تحریر کیا جا رہا ہے جس کا ذہن آپ کی جدوجہد سے بیدار ہو چکا ہے۔

اگرچہ میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا آپ سے بات نہیں کی اور آپ کی زندگی کا مشاہدہ صرف تحریروں، خبروں اور تصاویر سے کیا مگر پھر بھی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ ہر لمحہ میرے دل و دماغ کے قریب موجود ہیں۔ آپ کی شہادت ایک ایسا لمحہ ہے جو میری سوچوں کو جھنجوڑ گیا۔

آپ نے دنیا کو دکھایا کہ ایک سچا اور باشعور انسان جب ایمان سے لیس ہوتا ہے، تو وہ نہ صرف دشمن کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہوتا ہے، بلکہ پوری دنیا کے ضمیر کو بھی جھنجوڑ دیتا ہے۔

آپ کی شخصیت صرف فلسطینی قوم کی نہیں، بلکہ پوری امت مسلمہ کی آواز تھی۔ آپ کی جدوجہد نے مجھے یہ سکھایا کہ انسان کا مقصد صرف جینا نہیں ہوتا بلکہ حق کے لیے جینا، ظلم کے خلاف کھڑا ہونا، مظلوموں کی آواز بننا اور وقت کے فرعونوں کو للکارنا ہی اصل زندگی ہے۔ آپ نے قید خانوں کی تاریکیوں میں بھی امید کے چراغ روشن کیے اور آپ کی رہنمائی نے غزہ کے بچوں کے چہروں پر خوف کے بجائے ہمت کے رنگ بھرے۔

بطور ایک طالب علم میں آج آپ کے سامنے یہ اعتراف کرتی ہوں کہ آپ کی شہادت نے میرے دل میں علم، غیرت اور کردار کی وہ چنگاری روشن کی ہے جو انشاءاللہ ساری زندگی میرے ساتھ رہے گی۔ آپ کا طرز عمل میری تعلیم کا وہ حصہ بن گیا ہے جو کسی نصاب میں نہیں ملتا مگر روح کے اوراق پر ہمیشہ کے لیے لکھا جا چکا ہے۔

میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر آتا ہے جب آپ نے اپنے بھائی کی شہادت پر صبر کیا، جب آپ نے قید سے رہائی کے بعد دشمن کے سامنے جھکنے سے انکار کیا، جب آپ نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر قوم کی رہنمائی جاری رکھی۔ یہ سب کچھ پڑھ کر میں صرف متاثر نہیں ہوتی بلکہ شرمندہ بھی ہوتی ہوں کہ ہم آج بھی خوابیدہ ہیں۔ آپ کی شہادت صرف ایک المناک واقعہ نہیں بلکہ ایک پکار ہے امت مسلمہ کے لیے، طالب علموں کے لیے، اہل قلم اور اہل علم کے لیے۔

یہ شہادت ہم سب سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم جاگ جائیں، سوچیں، سیکھیں اور اپنے کردار کو اس سطح تک بلند کریں جہاں ہم بھی حق کے علم بردار بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے، آپ کے خون کو امت کی بیداری کا ذریعہ بنائے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ آپ کے مانند حق، صداقت اور آزادی کی راہ پر چلنے والے بن سکیں۔

میں ایک طالب علم ہونے کے ناطے وعدہ کرتی ہوں کہ میں علم کو ہتھیار بناؤں گی اور آپ کے اس اہم فریضے کو شعور کردار اور عمل کے ذریعے آگے بڑھانے کی کوشش کروں گی۔

بہت عقیدت بہت احترام اور بہت سی دعاؤں کے ساتھ

ایک طالب علم کی طرف سے

(کیمپس 1 میں جماعت ہشتم کی طالبہ مومنہ احمد نے فلسطینی قائد یحییٰ سنوار کی وصیت پڑھ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے)

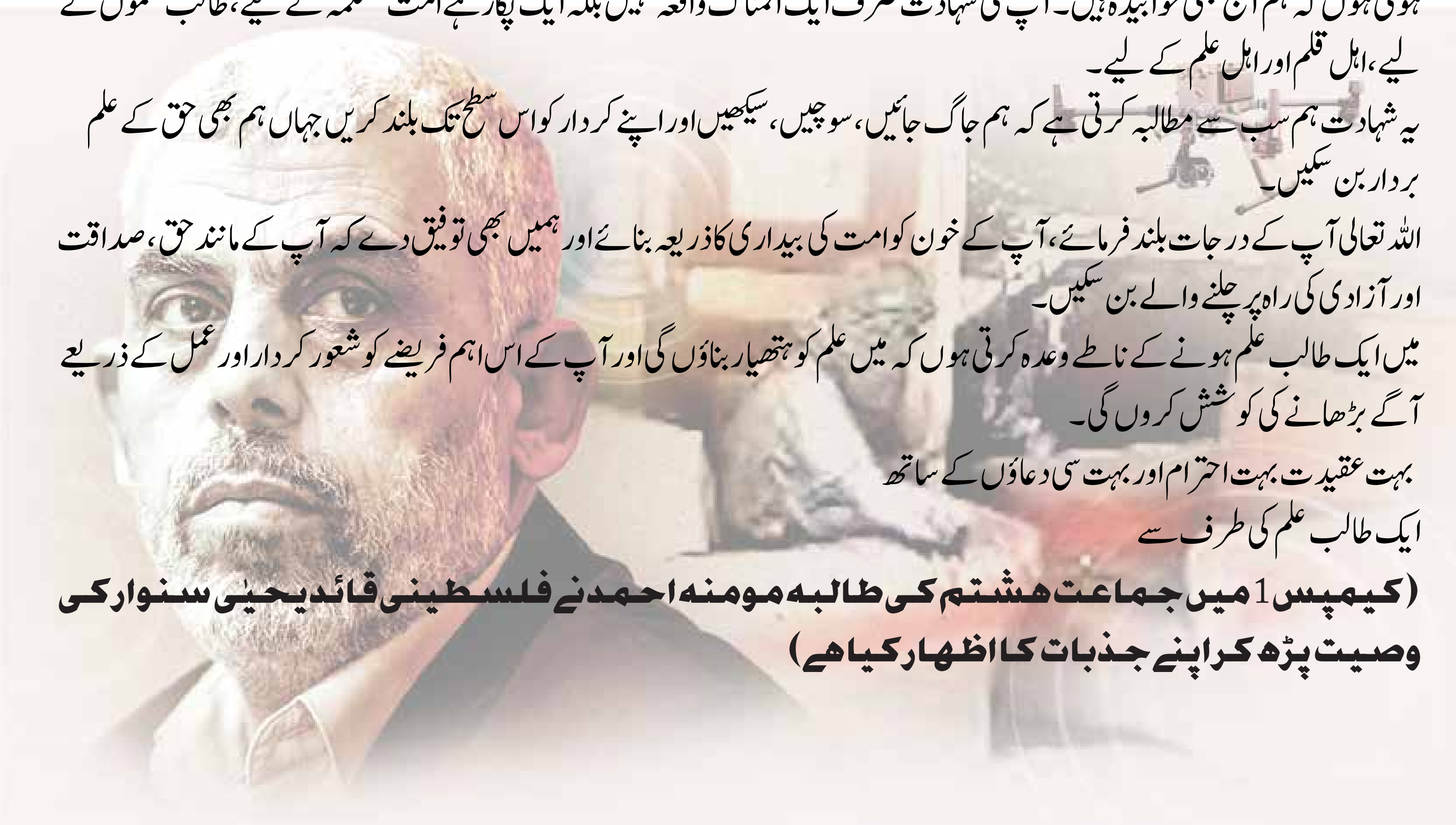

Raising Children with Modesty and Simplicity in Today's World

In a time where children are constantly exposed to materialism, social media, and comparison, parents face the important task of nurturing Islamic values of modesty (ḥayāʾ) and simplicity at home. These values are not outdated ideals; rather, they are essential tools for raising confident, balanced, and God-conscious children. Modesty in Islam extends beyond dress. It includes speech, behavior, and inner character. The Prophet Muhammad (SAW) emphasized its importance when he said:

"Modesty is part of faith."

Sahih Bukhari

Simplicity, too, is a hallmark of Islamic living. Allah(SWT) reminds us:

"And do not walk upon the earth arrogantly. Indeed, Allah does not like the arrogant."

Surah Luqman (31:18)

This ayah teaches children humility and discourages pride and showing off.

One of the most effective ways to teach these values is through example. Children closely observe their parents' choices—how they dress, speak, spend, and use technology. When parents practice moderation, gratitude, and respectful behavior, children naturally follow.

In the digital AI age, this discussion becomes even more important. Screens often promote unrealistic lifestyles and constant comparison. Parents can guide children by discussing the difference between reality and online images, helping them realize that likes, followers, and appearances do not define self-worth. Encouraging screen-free family time, meaningful hobbies, and service to others can help children find confidence beyond the virtual world.

The Prophet Muhammad (SAW) beautifully reminded us:

"Richness is not having many possessions, but richness is contentment of the soul."

Sahih Muslim

This concept invites reflection and conversation: What truly makes us happy? What brings peace to the heart? Teaching children contentment helps them develop emotional stability and gratitude, even when they have less.

Simple daily habits—saying Alhamdulillah, avoiding waste, sharing with others, and choosing modest clothing—quietly instill these values. Storytelling from the life of the Prophet (SAW) and his companions further reinforces these lessons in a meaningful way.

Teaching modesty and simplicity is not about limiting children, but about grounding them. When parents consciously nurture these values, they raise children who are humble, confident, and spiritually strong—ready to navigate the modern world while remaining firmly connected to their Islamic identity.

سلسلہ حدیث　　حدیث برائے اساتذہ (01/40)

إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ (کتاب بدء الوحی۔ عن عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ)

ہم سب معلم ہیں۔ ہم سبق کا منصوبہ بھی بناتے ہیں، کمرۂ جماعت میں اس کے مطابق تدریس بھی کرتے ہیں۔ طلبہ کے کام کی جانچ بھی کرتے ہیں اور امتحانات کے نتائج بھی تیار کرتے ہیں۔

کیا ہم نے سوچا کہ یہ سارا کام، جس کے عوض ہمیں کچھ معاوضہ بھی ملتا ہے، عبادت بن سکتا ہے، اگر ہماری نیت درست ہو؟ اور جب یہ عبادت بن جائے تو ہم اجر کے مستحق بن سکتے ہیں؟ کیا یہ تصور خود ہمیں تحرک دینے والا نہیں؟

یوں تو رزقِ حلال کی جدوجہد بھی عبادت کا درجہ رکھتی ہے جو ہماری کوششوں کا درجہ بڑھا دیتی ہے۔ ساتھ ہی اگر ہم یہ نیت کرلیں کہ ہمارے سامنے موجود چھوٹے بچے امت کا مستقبل ہیں اور ہم اپنی تدریس کے ذریعے امت کا مستقبل سنوار کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں، تو یقینی طور پر ہماری تدریس اور اس سے منسلک چھوٹا یا بڑا، آسان یا مشکل، خوشگوار یا ناگوار کام میزان میں وزن کے اعتبار سے بہت بھاری ہوگا اور اللہ ہم سے راضی ہوگا۔ تو کیوں نہ ہم اپنی نیتوں کا ایک بار پھر جائزہ لے لیں؟

عاصم علی یوسف　ڈائریکٹر اکیڈمکس

کیا آپ اپنے بچے کی تربیت اور اس کے اخلاق و کردار کی درستی کے لیے فکر مند ہیں؟

کیا آپ کسی مستند کاؤنسلر سے رہنمائی چاہتے ہیں؟

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ بہترین والدین بننے کا اعزاز حاصل کریں!!

ہم لا رہے ہیں آپ کے لیے---

عثمان پبلک اسکول سسٹم کے تربیہ ای میگزین میں ایک ایسا مستقل سلسلہ

ہم سے پوچھیے

جو آپ کے سوالات کے تسلی بخش جواب دے گا۔ آج ہی اپنے سوالات اس ای میل ایڈریس پر بھیجیے

JOIN OUR GUIDES

mcd@usman.edu.pk

Our very own Usmanians

You are invited to write your heart out in a special section of

TARBIYAH E-MAGAZINE

Your writing may contain

Any unforgettable memory of your school..

Any thing which you like the most about UPSS...

Any article with authentic knowledge related to career opportunities and different professions.

Any word of advice for your juniors

Your achievement , success stories

And much more...

USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM
UPSS
Shaping the leaders of Ummah

JOIN OUR GUIDES

DEPARTMENT OF
MENTORING & COUNSELLING
USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM

E-MAIL YOUR WRITE UPS AT
mcd@usman.edu.pk